بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح عقیدہ واسطیہ مترجم

متن:

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

شرح:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ

تعلیقات وحواشی:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، تخریج واضافہ جات:

محمد زبیر شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی:

الشیخ محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ تعالیٰ

لیکن یہ جواب کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ کافر تو ویسے بھی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے اگرچہ وہ کسی مؤمن کو قتل نہ بھی کرے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝﴾ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کی ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہمیشہ، نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مدد گار۔[الأحزاب: 64-65]

نمبر2: یہ مؤمن کے قتل کو جائز سمجھنے والے کی سزا ہے کیونکہ مؤمن کے قتل کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ اس جواب پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مؤمن کے قتل کو حلال سمجھنے والا تو ویسے ہی کافر ہے اگرچہ وہ اس کا ارتکاب نہ بھی کرے۔ وہ تو کسی مؤمن کو قتل کیے بغیر ہی جہنم میں ہمیشہ رہنے کی سزا بھگتے گا۔ لہٰذا یہ جواب بھی درست نہیں ہے۔

نمبر3: یہ جملہ شرطیہ ہے یعنی اگر اللہ اسے سزا دے تو اس کی اصل سزا جہنم میں ہمیشہ رہنا ہے۔

لیکن یہ جواب بھی کام کا نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں ﴿فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ ''اس کی سزا جہنم ہے'' کہنے کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اللہ نے سزا دی تو کیا یہی سزا ملے گی؟ اگر کہا جائے کہ ہاں تو اس کا مطلب ہے کہ پھر وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی بن جائے گا۔ یہ تو ہم پھر اسی مشکل میں پڑ گئے ہیں جس سے نکل رہے تھے۔

ان تینوں جوابات میں سے ہر جواب پر کوئی نہ کوئی اعتراض ضرور ہوتا ہے۔

نمبر4: قتل اس سزا کا سبب ہے لیکن جب کوئی رکاوٹ آجائے گی تو یہ سزا نہیں ملے گی۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رشتہ داری وراثت میں حصہ ملنے کا سبب ہے۔ لیکن جب رشتہ دار غلام ہو تو اسے وراثت میں سے حصہ نہیں ملتا کیونکہ ایک رکاوٹ موجود ہے اور وہ غلامی ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ قتل جہنم میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہے، لیکن جب قاتل مؤمن ہو گا تو ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

اس جواب پر اس اعتبار سے ایک اعتراض ہوتا ہے کہ پھر اس وعید کا فائدہ کیا ہوا؟ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فائدہ ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی انسان کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس سبب کا ارتکاب کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں چلا جائے گا۔ اس

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾

تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے۔[الأنعام: 54]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ [یونس: 107]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾

سو اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ [یوسف: 64]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔[المائدۃ: 119]

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ﴾

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی۔

[النساء: 93] (32)

(32) اہل سنت کے نزدیک جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہنا تبھی ہو گا جب بندہ کفر کی حالت میں مرے گا۔ لیکن اس آیت میں جان بوجھ کر قتل کرنے والے قاتل کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے کی وعید سنائی گئی ہے جبکہ قتل کفر نہیں ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے کئی جواب دیے گئے ہیں:

نمبر 1: یہ مؤمن کو قتل کرنے والے کافر کی سزا ہے۔

موقع پر اسے جہنم سے بچانے والے سبب کا ہونا احتمال والی بات ہے جو کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، لہٰذا مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا ایک سنگین خطرے کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: «لن يزال المؤمن في فسحة من دينه ما لم يصب دما حراماً» مؤمن اس وقت تک اپنے دین میں کشادگی سے رہتا ہے جب تک وہ حرام خون کا ارتکاب نہ کرے۔ (صحيح البخاري: 6862) یعنی جب حرام خون کا ارتکاب کرے گا تو دین میں تنگ ہو جائے گا، یہاں تک کہ اس سے نکل جائے گا۔ اس بناء پر یہ وعید انجام کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ خدشہ موجود ہے کہ یہ قتل اس کے کفر کا سبب بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ کفر پر مرے گا اور پھر ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اس اعتبار سے اس آیت میں سبب کے سبب کا ذکر ہے یعنی جان بوجھ کر قتل انسان کے کفر پر مرنے کا سبب ہے اور کفر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے کا۔ میرے خیال میں جب کوئی انسان اس بحث میں غور و فکر کرے گا تو اسے اس میں کوئی اعتراض محسوس نہیں ہوگا۔

نمبر 5: خلود یعنی ہمیشہ رہنے سے لمبا عرصہ رہنا مراد ہے، ہمیشہ کے لیے رہنا نہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں لفظ "خلود" لمبے عرصے تک رہنے کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں ہمیشہ قید میں رہے گا حالانکہ قید دائمی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں: فلاں پہاڑوں کی طرح ہمیشہ رہے گا، حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ پہاڑوں کو میرا رب اُڑا دے گا اور زمین چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی۔

یہ جواب آسان ہے اور اسے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ابد کا لفظ نہیں بولا یعنی یہ نہیں کہا کہ «خالداً فيها أبداً» ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں رہے گا، بلکہ یہ فرمایا ہے: ﴿خالداً فيها﴾ جس کا مطلب ہے کہ لمبا عرصہ رہے گا۔

نمبر 6: یہ وعید کا مسئلہ ہے اور وعید کے خلاف جانا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدل سے فضل و کرم کی طرف منتقل ہونا ہے جو کہ قابل تعریف ہے۔۔۔ مثلاً: آپ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اگر تم بازار گئے تو تمہیں اس لاٹھی سے ماروں گا۔ پھر وہ بازار چلا جاتا ہے اور جب واپس آتا ہے تو آپ اسے ہاتھ سے مارتے ہیں کیونکہ یہ سزا اس کے لیے لاٹھی کی مار سے ہلکی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قاتل کو یہ وعید سنائی، پھر اسے معاف کر دیا تو اسے اس کا کرم سمجھا جائے گا۔